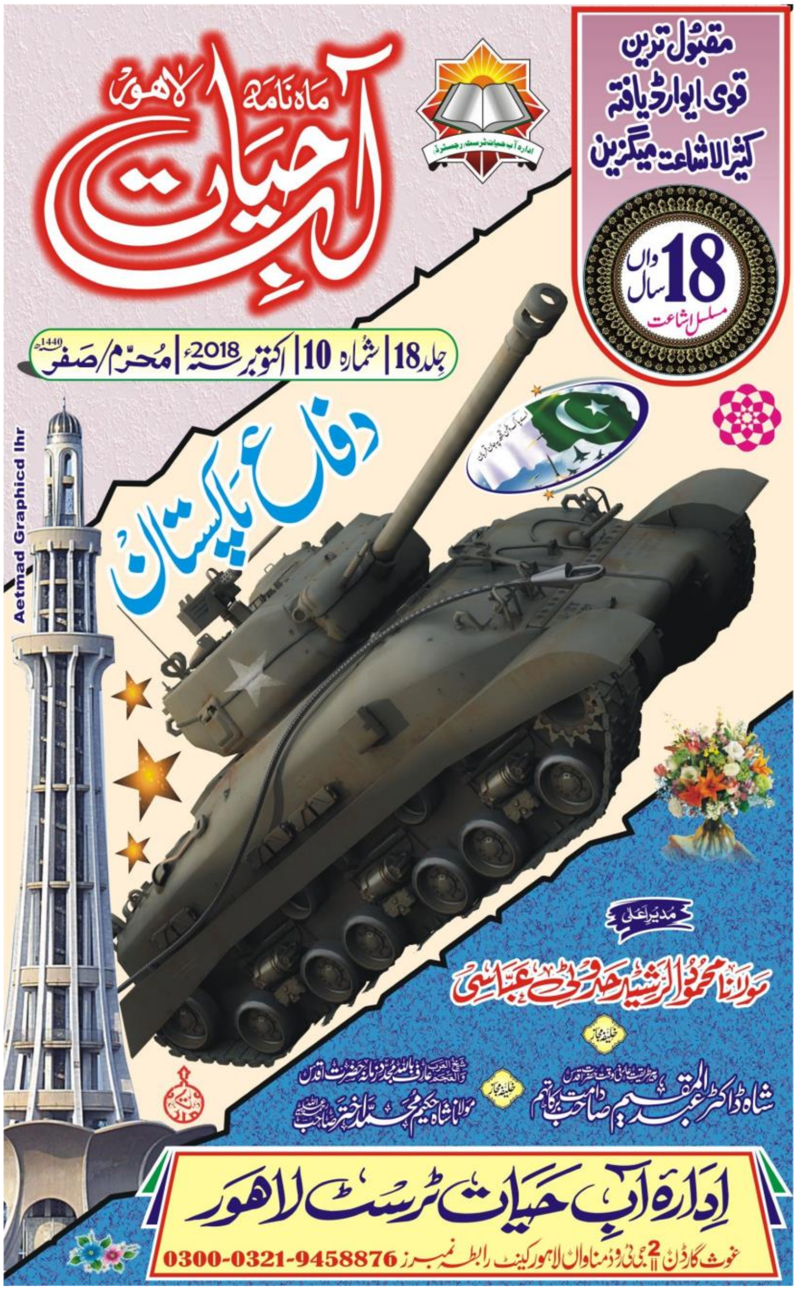
ماہنامہ
آبِ حیات
لاہور
مقبول ترین
قومی ایوارڈ یافتہ
کثیر الاشاعت میگزین
18 واں سال
مسلسل اشاعت
جلد 18 | شمارہ 10 | اکتوبر 2018ء | محرم/صفر 1440ھ
دفاعِ پاکستان
Aetmad Graphicd lhr
مدیرِ اعلیٰ
مولانا محمود الرشید حدوٹی عباسی
خلیفہ مجاز
شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب دامت برکاتہم
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب
ادارہ آبِ حیات ٹرسٹ لاہور
غوث گارڈن 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ رابطہ نمبرز 0300-0321-9458876

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یومِ دفاعِ پاکستان

بیان دارالعلوم طیبہ جلو موڑ لاہور

ازافادات

محمود الرشید حدوٹی

استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور، پرنسپل جامعہ رشیدیہ

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء میں پاک فوج کے صف شکن مجاہدین نے بھارتی بزدل فوج کی بزدلانہ کارروائی کے خلاف ایمان افروز قابل دید، قابل داد، ناقابل فراموش مجاہدانہ کارروائی کرکے اسے عبرت ناک شکست سے دوچار کیا تھا۔ اسی عظیم جنگ کی یاد میں ہر سال پاکستانی مسلمان یوم دفاع مناتے ہیں۔ یہ بیان بھی اسی جنگ کے عظیم شہداء، غازیوں اور مجاہدوں کی قربانیوں کی یاد تازہ کرنے کے لیے کیا گیا ہے، جس کا اہتمام مولانا قاری محمد مشتاق لاہوری صاحب نے اپنے دارالعلوم طیبہ جلو موڑ لاہور میں کیا۔ اس بیان کو افادہ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نافع بنائے۔

ناشر

اِدارہ آبِ حیات ٹرسٹ

غوث گارڈن 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ

0300-0321-9458876

Mahmoodhadoti@gmail.com

ضابطہ

نام کتاب	یوم دفاع پاکستان
بیان	مولانا محمود الرشید حدوٹی
بمقام	دار العلوم طیبہ جلو موڑ لاہور
تاریخ	۶ ستمبر ۲۰۱۸ء، جمعرات

زیر نگرانی۔ حضرت مولانا قاری محمد مشتاق لاہوری صاحب

طابع	ڈاکٹر طاہر مسعود
مطبع	عبد اللہ پریس لاہور
سرورق	ابو حنظلہ رانا عبد الرؤف فاروقی
تاریخ اشاعت	اکتوبر ۲۰۱۸ء
تعداد اشاعت	۱۰۰۰

ملنے کے پتے

☆ ادارہ آب حیات ٹرسٹ، غوث گارڈن ۲ جی ٹی روڈ مناواں لاہور
☆ جامعہ رشیدیہ غوث گارڈن ۲ غوث گارڈن ۲ جی ٹی روڈ لاہور کینٹ
☆ جامعہ دار القرآن، علیوٹ، مری ضلع راولپنڈی
☆ جامعہ دار العلوم طیبہ، نہر والی مسجد جلو موڑ لاہور

فہرست مضامین

یوم دفاع پاکستان

اپنی بات	۵
یوم دفاع	۶
شہید اور غازی کون ہوتا ہے؟	۶
قرآن کریم اور شہید	۷
مجاہدین کی جان اور کافروں کی زبان	۸
شہید کی برزخی زندگی اور رزق	۸
تفسیر در منثور اور فضائل شہدا	۱۰
مجاہد فی سبیل اللہ کے تین اعزازات	۱۱
شہید کو مردہ سمجھنے کی ممانعت	۱۲
راہ مولیٰ میں مر جانا امر ہو جانا ہے	۱۳
شہدا کا مرتبہ اور مقام	۱۴
رزق کے لیے خدائی نظام	۱۶
یوم دفاع اور شہدائے پاکستان	۱۹
انگریز برصغیر میں کیسے آیا؟	۱۹
انگریز تجارت کے بعد سیاست پر قابض	۲۰

۲۰	ایسٹ انڈیا کمپنی کیسے قائم ہوئی؟
۲۱	نواب سراج الدولہ میدان میں
۲۳	حیدر علی کی حکمت عملی
۲۴	سلطان ٹیپو میدان کارزار میں
۲۵	۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی
۲۵	شکست خوردہ مسلمانوں کے خلاف مظالم
۲۵	دارالعلوم دیوبند کی بنیاد
۲۶	دو قومی نظریہ کیا ہے؟
۲۷	جنگ ستمبر اور مجاہدین کے کارنامے
۳۰	فیلڈ مارشل ایوب خان کی ولولہ انگیز تقریر
۳۰	شیر دل ایم ایم عالم کا تاریخی کارنامہ
۳۱	جانباز فوج کے تاریخی کارنامے

اپنی بات

بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

دارالعلوم طیبہ جلوموڑ لاہور کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ بی آر بی نہر کے کنارے پر قائم ہے، یہ وہی بی آر بی نہر ہے جو سائفن راوی سے پر شکوہ انداز میں اچھلتے ہوئے لاہور شہر کے بیچوں بیچ گزرتی اور زائرین کو ورطہ حیرت میں ڈالتے ہوئے ٹھوکر نیاز بیگ سے بھی آگے گزر جاتی ہے، موسم سرما میں زندہ دلان لاہور اس کی ٹھنڈی موجوں سے گھبراتے ہوئے قریب تک نہیں جاتے جب کہ موسم گرما میں اسی نہر کے دونوں طرف بیٹھ کر، تیر اک تیر کر لطف اندوز ہوتے ہیں، یہی وہ نہر ہے جس کے اوپر قائم پلوں کو پاک افواج کے جوانوں نے اس وقت اڑادیا تھا جب دشمن بھارتی افواج واہگہ کے راستے داخل ہو کر شہر پر قبضہ جمانے کا خواب لیے آگے کی سمت بڑھ رہی تھیں، مگر ہمارے بہادر اور جانباز جوانوں نے انہیں آگے بڑھنے سے نہ صرف یہ کہ روک دیا تھا بلکہ انہیں جنم دن بھی یاد دلا دیا تھا، انہیں اپنی اوقات یاد کرادی تھی کہ انہوں نے کس طرح رات کے اندھیرے میں پرامن لوگوں پر حملہ کیا تھا۔

٦ ستمبر کے شہدا کی یاد میں ہر سال جلوموڑ اور یادگار شہدا پر شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے، امسال قاری محمد مشتاق لاہوری صاحب مہتمم جامعہ دارالعلوم طیبہ نے فقیر سے کہا کہ وہ ٦ ستمبر کو ان عظیم شہدا کی یاد میں کچھ گوش گزار کریں، چنانچہ ان کے ارشاد پر میں نے قریباً ایک گھنٹہ بیان کیا، جسے محفوظ کیا گیا، پھر اسے افادہ عام کے لیے طبع کروایا گیا، اس کو کتابچے کی شکل دی گئی ہے، تاکہ دوسرے لوگوں تک بھی یہ آواز پہنچائی جاسکے، اللہ تعالیٰ ہمارے شہدا کی قربانیوں کو قبول فرمائے، ہماری افواج کو مزید ہمت دے، وہ اپنے ملک کے دفاع کے لیے بر و بحر اور فضا میں مستعد اور چوکس کھڑے ہیں، اللہ ان کی ہر محاذ پر حفاظت فرمائے اور ان کا رعب اور دبدبہ دشمن پر بٹھائے رکھے۔ آمین

خادم اسلام، محمود الرشید حدوٹی (کان اللہ لہ) ١٠ ستمبر ٢٠١٨ء سوا ایک بجے شب

یوم دفاع

الحمدلله نحمده ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا، من یھدہ اللہ فلامضل لہ ومن یضللہ فلاھادی لہ امابعد فاستعیذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ البقرہ وقال اللہ تعالیٰ وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتاً بَلْ أَحْياءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ [آلِ عِمْرَانَ: ١٦٩]صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ واھل بیتہ وذریاتہ اجمعین

میرے بزرگو، بھائیو اور دوستو۔ آج ٦ ستمبر ہے، اسے یوم دفاع کہا جاتا ہے، اس دن پاکستانی بہادر فوج کے جوانوں نے دشمن کو دندان شکن جواب دے کر اپنی بہادری کے جھنڈے گاڑھے تھے، اس دن کو پاکستان میں بڑے جوش اور جذبے سے منایا جاتا ہے، میں نے اسی حوالے سے قرآن کریم کی دو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں، جن میں شہیدوں کی عظمت بیان کی گئی ہے۔

شہید اور غازی کون ہوتا ہے؟ شہید کس کو کہتے ہیں، شہید اس عظیم انسان کو کہا جاتا ہے جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر، سینہ تان کر، نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے، بسم اللہ توکلت علی اللہ کی صدا بلند کرتے ہوئے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر، اللہ کے نام پاک کو اونچا کرنے کی خاطر، اللہ کے دین کی حفاظت کی خاطر، اسلامی ملک کے دفاع کی خاطر میدان کارزار میں کود جاتا ہے، اللہ اور دین کے دشمن کے خلاف لڑتے لڑتے، لڑتے لڑتے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دیتا ہے، اپنے کو خون میں لہولہان کروا دیتا ہے، اپنے جسم کے ٹکڑے کروا دیتا ہے، اپنی جان دے جاتا ہے مگر پیچھے نہیں ہٹتا۔

اسی طرح ایک شخص غازی ہوتا ہے، غازی وہ ہوتا ہے جو میدان کارزار میں بڑی جرات، ہمت اور بہادری سے اترتا ہے، دشمن کو چھٹی کا دودھ یاد کراتا ہے، دشمن کو شکست وہزیمت سے دوچار کر کے پلٹتا ہے، یہ دونوں ہی خوش نصیب اللہ کے ہاں بڑا مقام اور مرتبہ پاتے ہیں۔

قرآن کریم اور شہید

قرآن کریم میں اور نبی کریم ﷺ کے نورانی ارشادات میں شہیدوں کی بڑی ہی شان ومقام بیان کیا گیاہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ تو زندہ ہیں مگر تم لوگوں کو شعور نہیں ہے، تمہیں پتہ نہیں ہے۔

یہ آیت بدر میں جام شہادت نوش کر جانے والے شہیدوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، بدر میں تین سو تیرہ صحابہ کرام حضرت نبی کریم ﷺ کی قیادت وسیادت میں کفار مکہ کے خلاف برسر پیکار ہوئے تھے، ان لوگوں نے جرات وبہادری، بسالت وشجاعت کی انمٹ داستان میدان بدر میں رقم کردی تھی، جن کا تذکرہ اور چرچا قیامت کی صبح تک جاری وساری رہے گا۔

بدر میں ستر کافروں کو تہہ تیغ کر دیا گیا تھا، ستر ہی گرفتار کر لیے گئے تھے، مجاہدین اسلام میں سے چودہ بندے جام شہادت نوش کر گئے تھے، ان میں سے آٹھ انصار تھے، اور چھ مہاجرین تھے۔ بدر میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کے نام مفسر قرآن علامہ فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مفاتح الغیب میں تحریر فرمائے ہیں، حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ شہدائے بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، معرکہ بدر میں اس دن چودہ مسلمان شہید ہو گئے تھے، چھ مہاجرین اور آٹھ انصار تھے۔

شہدائے بدر کے اسماء گرامی

مہاجرین میں جو لوگ شہید ہوئے تھے ان میں حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب، حضرت عمر بن ابی وقاص، حضرت ذوالشمالین، حضرت عمرو بن نفیلہ، حضرت عامر بن بکر، حضرت مہجع بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شامل تھے۔

اور حضرات انصار میں حضرت سعید بن خیثمہ، حضرت قیس بن عبد المنذر، حضرت زید بن الحارث، حضرت تمیم بن الھمام، حضرت رافع بن المعلی، حضرت حارثہ بن سراقہ، حضرت معوذ بن عفراء، حضرت عوف بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے۔

مجاہدین کی جان اور کافروں کی زبان

جان تو ان مجاہدین اسلام نے دے ڈالی، اللہ کی رضا کے طلب گار تھے، نہتے تھے، بے سروسامان تھے، شوق شہادت کی طلب میں نکلے تھے، مگر جب ان کے لہو کی رنگینی سے بدر کی سرزمین لالہ زار بن گئی تو کافروں کی زبانوں پر ان کے نام مچلنے لگے، ان کے طنزیہ کلمات کانوں کی دہلیز سے ٹکرانے لگے، کافر کہنے لگے کہ فلاں مر گیا، فلاں مر گیا، فلاں مر گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا کہ راہ حق کے شہیدوں کے بارے میں یہ کلمات استعمال نہ کیے جائیں کہ وہ مر گئے ہیں۔

کافر اور منافق یہ کہتے پائے گئے کہ ان لوگوں نے محمد (ﷺ) کو خوش کرنے کے لیے اپنی جانیں بے فائدہ گنوادی ہیں، اس پر کائنات کے غیور رب نے یہ آیت نازل فرمائی کہ راہ حق میں مارے جانے والوں کو مردہ نہ کہو، یہ زندہ ہیں اور تمہیں پتہ نہیں کہ یہ کس طرح زندہ ہیں۔

شہید کی برزخی زندگی اور رزق

مفسر قرآن علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ شہید اپنی برزخ میں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے، جیسا کہ مسلم میں روایت ہے، حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي حَوَاصِلِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَة تَحْتَ الْعَرْشِ، فَاطَّلع عَلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلاعَة

شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب (جسم) میں ہوتی ہیں، جنت میں جہاں چاہتی ہیں کھاتی ہیں، پھر عرش کے نیچے جو قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں ان کی طرف پناہ لیتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان روحوں کو جھانک کر دیکھا جھانک کر دیکھنا۔

ہماراایک دوسرے کو دیکھنا مشاہدہ کہلاتا ہے، آنکھوں سے بغور کسی چیز کو دیکھنے کو معائنہ کہلاتا ہے، عربی میں ایک دوسرے کے روبرو ہونے کو مباشرت کہتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ ان ساری چیزوں سے بے نیاز ہے، اس کا مشاہدہ، اس کا معائنہ، اس کا جھانکنا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے مکانوں کی چھت، مضبوط لینز، یا تہوں میں پوشیدہ ہونے کی وجہ سے دیکھ نہ سکے، وہ سینوں کے بھید جانتا ہے، وہ باریک سے باریک چیز کو رات کی تاریکی میں، سمندر کی گہرائیوں میں، پہاڑوں کی اوٹ میں دیکھ سکتا ہے، اس کے سامنے کوئی روک اور رکاوٹ نہیں ہے، پھر اس نے کیوں شہیدوں کو جھانکا، یہ شہدا کی عظمت ورفعت شان کی وجہ سے ہے۔

شہیدوں کی ارواح کو جھانک کر دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ تم کیا چیز چاہتی ہو؟ ارواح شہدا نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں کون سی چیز چاہیے، جب کہ آپ نے ہمیں وہ کچھ دے دیا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں جھانک کر دیکھا اور یہی بات ان سے پوچھی کہ تمہیں کیا چیز چاہیے؟ جب ارواح شہدا نے دیکھا کہ یہ سوال تو ہوتا رہے گا، جان نہیں چھوٹے گی تو پھر ان ارواح نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ہم یہ چاہتی ہیں کہ ہمیں دنیا کے گھر کی طرف لوٹایا جائے، پھر ہم تیرے راستے میں لڑیں، یہاں تک کہ ہم دوسری بار تیری خاطر مارے جائیں۔

شہدا کی روحیں یہ بات اس لیے کہیں گی کہ انہیں پتہ چل چکا ہے کہ شہادت کا مرتبہ اور مقام کیا ہے؟ شہادت کا اجر وثواب کیا ہے؟ ان کی اس عرض گزاری پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ بات تو میں طے کر چکا ہوں کہ وہ دوبارہ دنیا کی طرف نہیں لوٹائی جائیں گی۔ یوں تو اللہ کی مخلوق میں بہت سے اللہ کے محبوب اور پیارے بندے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں، از روئے حدیث شریف مومن کی روح جنت کے پرندوں کے قالب میں جنت کے درختوں پر گھومتی رہتی ہے، قیامت کو جب بندہ مومن کو اٹھایا جائے گا تو یہ

روح اس کے جسم کی طرف لوٹ آئے گی، مگر کوئی بھی دنیا سے جانے کے بعد یہ حسرت نہیں کرے گا، یہ تمنا اور آرزو نہیں کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں واپس چلا جائے اور جا کر دنیا میں نیک اعمال کرے، مگر شہید رتبہ شہادت پر فائز المرام ہونے کے بعد یہ آرزو کرے گا کہ وہ جنت سے دنیا کی طرف واپس جائے اور وہاں میدان کارزار میں اللہ کی خاطر لڑے، موت کو گلے لگائے اور پھر اس عظیم الشان رتبے پر فائز ہو جائے۔

تفسیر در منثور اور فضائل شہدا

علامہ جلال الدین سیوطی کے نام سے ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں، جنہوں نے جلالین شریف لکھی ہے، دو بندے جلال الدین نام کے تھے، ایک کا نام جلال الدین سیوطی تھا، دوسرے کا جلال الدین محلی تھا، دونوں نے پندرہ پندرہ پاروں کی تفسیر لکھی ہے، جس کا نام تفسیر جلالین ہے، انہی میں سے جلال الدین سیوطی ہیں جنہوں نے بہت ہی عمدہ، شاندار، لاجواب علمی کتابیں لکھی ہیں، انہوں نے تفسیر در منثور بھی لکھی ہے، جس میں قرآن کریم کی تفسیر احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں پیش فرمائی ہے، اس تفسیر میں سورۃ البقرہ کی اس آیت کریمہ کی روشنی میں علامہ جلال الدین سیوطی نے شہدا کے فضائل و مناقب پر بہت سی روایات پیش فرمائی ہیں۔

علامہ سیوطی حضرت ابن عباس سے ایک روایت لائے ہیں، جس میں انہوں نے فرمایا کہ بدر میں حضرت تمیم بن الحمام اور ان کے علاوہ کچھ ساتھی شہید ہو گئے تھے، جن کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی گئی ہے۔

یہاں اللہ کے راستے میں مارے جانے کی تفسیر حضرت سعید بن جبیر نے یہ بیان فرمائی ہے کہ راہ خدا سے مراد اللہ کی اطاعت میں مشرکین کے ساتھ لڑتے لڑتے جو مارا جائے وہ راہ خدا میں مارا جاتا ہے۔ یہاں جو اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ زندہ ہیں، انہیں مردہ نہ کہو، ان کی زندگی کی صورت بتائی گئی کہ وہ سبز رنگ کے پرندوں کی شکل میں جنت میں ہیں، جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور جہاں سے چاہتے ہیں کھاتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عکرمہ کی روایت ہے کہ شہیدوں کی روحیں بہت ہی سفید چمکدار پرندے کے قالب میں جنت میں ہوتی ہیں۔

حضرت امام بیہقی نے اپنی کتاب البعث والنشور میں حضرت کعب سے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ "جنت الماویٰ میں سبز رنگ کا پرندہ ہے، شہیدوں کی روحیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں، جو سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں، اسی طرح ایمان والوں کی اولاد جو ابھی بلوغ کو نہیں پہنچی ہوتی وہ بھی اس سبز رنگ کے پرندے کے قالب میں ہوتی ہے، ایمان والوں کی یہ نابالغ اولاد جنت کی چڑیوں میں سے چڑیا ہیں، جو جنت میں چرتی ہیں، چگتی ہیں۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ شہیدوں کی روحیں سفید پرندوں کے قالب میں ہوتی ہیں، جو جنت کے پھلوں میں سے کھاتی ہیں، نبی کریم ﷺ سے بھی منقول ہے کہ سفید چمکدار پرندے کی صورت میں ہوتی ہیں، جو عرش کے نیچے لٹکی ہوئی قندیلوں کی طرف آجاتی ہیں۔

مجاہد فی سبیل اللہ کے تین اعزازات

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجاہد کو تین اعزازت سے نوازتے ہیں، ایک یہ ہے کہ اگر مجاہد راہ خدا میں مارا جائے تو اسے زندگی مل جاتی ہے اور رزق دیا جاتا ہے، اگر مجاہد دشمن پر غالب آجاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ بہت بڑا اجر عطا فرماتے ہیں، اور اگر مجاہد فوت ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اچھا رزق عطا فرماتے ہیں۔

نسائی اور حاکم میں حضرت انس کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا، اس سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے ابن آدم! تونے اپنی منزل اور ٹھکانے کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں نے اپنی منزل اور اپنے ٹھکانے کو بہتر پایا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ کوئی سوال کر، کوئی تمنا کر، وہ کہے گا کہ میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں، میں یہ آرزو کرتا ہوں کہ تو

مجھے دنیا کی طرف واپس کر دے کہ میں اللہ کے راستے میں دس بار مارا جاؤں۔ شہید یہ حسرت اور آرزو کرے گا، کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت کو جان چکا ہو گا۔

شہید کو مردہ سمجھنے کی ممانعت

سورۃ البقرہ کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو مردہ کہنے سے روکا ہے، کہ اللہ تعالیٰ شہیدوں کو مردہ کہنا پسند نہیں کرتے، سورۃ آل عمران کی آیت ۱۶۹ میں اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زیادہ سخت تاکید فرمائی ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کو تم مردہ سمجھو بھی نہیں، مردہ خیال بھی نہ کرو، مردہ گمان بھی نہ کرو، وہ تو اللہ کے پاس زندہ ہیں، انہیں اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے، فرمایا

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (۱۶۹)آل عمران

اور مت گمان کرو ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں مردہ، بلکہ وہ تو زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیا جاتا ہے۔

جو لوگ رب تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر میدان کارزار کی طرف نکلنے کی کوشش کرتے تو منافقین انہیں یہ کہہ کر روکنے کی ناکام ونامراد کوشش کرتے تھے کہ جہاد کی طرف جو جائے گا وہ قتل ہو جائے گا، جہاد میں جانے والے مارے جاتے ہیں، جس طرح میدان احد کی طرف نکلنے والوں سے انہوں نے کہہ دیا تھا کہ تم مارے جاؤ گے، یہ لوگ قتل کو پسند نہیں کرتے تھے، اس لیے میدان جہاد میں اترنے سے خوف زدہ ہو جاتے تھے، دوسروں کو بھی اس طرف جانے سے روکنے کی کوشش کرتے تھے۔

مگر جس رب نے میدان کارزار میں اترنے کا حکم دیا، جس رب نے معرکہ حق وباطل میں جوہر شجاعت دکھانے کا حکم دیا، جس رب نے میدان حرب وضرب میں بہادری اور بسالت کی انمٹ داستانیں رقم کرنے کا حکم دیا وہ اس نظریے کو مسترد کرتا ہے، وہ منافقین کی پس وپیش کو باطل قرار دیتا ہے، کیونکہ میدان کارزار میں اترنے سے،

معرکہ آرائی میں موت نہیں آتی بلکہ موت تو قضاو قدر کی وجہ سے آتی ہے، موت کا تعلق تو تقدیر الٰہی کے ساتھ ہے، قتل ہو جانے کا تعلق بھی قضاء و قدر سے ہے، موت کا تعلق بھی قضاء و قدر سے ہے، اللہ تعالیٰ نے جس شخص کی موت مقدر کر دی وہ موت سے راہ فرار اختیار نہیں کر سکتا، رب نے جس کی تقدیر میں قتل ہونا لکھ دیا ہے وہ اس سے بچنا بھی چاہے تو نہیں بچ سکتا، جس کے مقدر میں قتل نہیں لکھا گیا اسے قتل ہونے سے بالکل نہیں ڈرنا چاہیے۔

راہ مولیٰ میں مر جانا امر ہو جانا ہے

منافقین، معاندین اور اسلام دشمنوں کی یہ بات قابل مذمت ہے، کہ وہ راہ حق میں مارنے جانے کو پسند نہیں کرتے تھے، الٹا راہ حق میں جان دینے کی تمنا اور آرزو لیے میدان کارزار کی طرف بھاگنے والوں کو روکنے کے لیے مختلف قسم کی باتیں کرتے تھے، انہیں کیا معلوم کہ جو لوگ راہ مولیٰ میں مارے جاتے ہیں یہ ایسے مقتول ہوتے ہیں جن کو قتل کے بعد زندگی مل جاتی ہے، انہیں اللہ کے قرب کے ساتھ مخصوص کیا جاتا ہے، انہیں بزرگی اور کرامت کے درجات پر فائز کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں رزق کی اقسام میں سے اونچے درجے کا رزق عطا فرماتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ خوشیوں اور سرور کے اونچے درجات پر فائز فرماتے ہیں، جب جان جانِ آفرین کے سپرد کرنے کے بعد اس طرح بلند درجات ملیں، خوشیاں ملیں، راحت و آرام ملے، رزق کی فراوانی ملے تو کون دانا و بینا ایسا ہو گا جو راہ مولیٰ میں مارے جانے کو ناپسند کرے گا۔ یقیناً کوئی عقل منداس مرنے کو مرنا اور ختم ہو جانا نہیں سمجھے گا بلکہ راہ مولیٰ میں مر جانے والے امر ہو جاتے ہیں، یعنی ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتے ہیں۔

مفسر قرآن امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں سورۃ آل عمران کی اس آیت کے ذیل میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ آیت شہدائے بدر اور احد کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس لیے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت ان ہی دو مشہور جنگوں میں

مسلمان شہید ہوئے تھے اور منافق مجاہدین کو جہاد کرنے سے اس لیے روکتے تھے تاکہ وہ ان دو جنگوں میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی طرح شہید نہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے میدان بدر اور دامن احد میں شہادت کے جام نوش جاں کرنے والوں کے فضائل اس قدر بیان فرمائے ہیں تاکہ مسلمان مجاہدین کو شہدائے بدر اور شہدائے احد کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی دعوت ملے، کیونکہ یہ بات طے ہے کہ جس نے جہاد چھوڑا بسا اوقات وہ دنیا کی نعمتوں تک رسائی کرلیتا ہے، بسا اوقات ترک جہاد کی وجہ سے دنیا کی نعمتوں تک رسائی نہیں ملتی، اگر کسی کو دنیا کی نعمتوں تک رسائی مل بھی گئی تو ان نعمتوں کی حیثیت ہی کیا ہے؟ یہ حقیر و قلیل نعمتیں ہیں۔

اس کے برعکس جو شخص میدان کارزار کی طرف آگے بڑھا، آخرت کی نعمتوں کو تلاش کرنے میں لگ گیا، تو وہ نعمتیں عظیم ہیں، پھر یہاں کسی کو کچھ مل بھی گیا تو کب تک رہے گا، مگر آخرت کے لیے تگ و تاز کرنے والوں کو جو نعمتیں ملیں گی وہ ہمیشہ کی نعمتیں ہیں، وہ دائمی ہیں، لازوال ہیں، جب آخرت کی زندگی دائمی اور لازوال ہے، جب آخرت کی نعمتیں لازوال و دائمی ہیں تو پھر میدان حرب و ضرب کی طرف پیش قدمی، اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جان ہتھیلی پر رکھنا یہ بہت افضل و اعلیٰ کام ہے، اس سے جان کیوں چھڑائی جائے، کیوں پس و پیش کی جائے۔

شہدا کا مرتبہ اور مقام

امام فخر الدین رازی نے حضرت عبد اللہ بن عباس کی ایک روایت یہاں نقل فرمائی ہے، جس سے شہدا کے عظیم الشان مرتبے اور مقام کا اندازہ ہوتا ہے، حضرت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا

إِنَّ أَرْوَاحَهُمْ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ وَإِنَّهَا تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ وَتَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَسْرَحُ حَيْثُ شَاءَتْ وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ تَحْتَ الْعَرْشِ فَلَمَّا رَأَوْا طِيبَ مَسْكَنِهِمْ وَمَطْعَمِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ قَالُوا: يَا لَيْتَ قَوْمَنَا يَعْلَمُونَ مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ النَّعِيمِ وَمَا صَنَعَ اللَّهُ تَعَالَى بِنَا كَيْ يَرْغَبُوا فِي الْجِهَادِ

شہیدوں کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہوں گی، وہ جنت کی نہروں پر آتی رہیں گی، جنت کے پھل کھاتی رہیں گی اور جہاں سے چاہیں گی چرتی رہیں گی، اور عرش کے نیچے لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں پر بسیرا کرتی رہیں گی، جب شہیدوں کی روحیں اپنے عمدہ ٹھکانے، اپنے بہترین کھانوں اور لذیذ پینے کو دیکھیں گی تو پکارا ٹھیں گی کہ اے کاش! ہماری قوم کو ان نعمتوں کا پتا ہوتا جن میں ہم ہیں اور جو کچھ اللہ نے ہمارے لیے تیار کیا ہے، تاکہ انہیں جہاد کا شوق پیدا ہو۔

شہید جب میدان کارزار میں دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی بہادری اور شجاعت کی داستان رقم کرتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپر د کر جاتا ہے تو دیکھنے والی آنکھ دیکھتی ہے کہ اس کے جسم سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے ہیں، اس کے جسم کا انگ انگ جدا ہو گیا ہے، اس کی نعش ٹکڑے ٹکرے ہو گئی ہے، اس کے جسم کے حصے بکھرے ہو چکے ہیں، وہ ختم ہو گیا ہے، مگر اس کو اللہ کے ہاں ایسی زندگی ملتی ہے جو قابل رشک ہے، قابل فخر اور قابل تقلید ہے۔

دیکھنے والی آنکھ دیکھ رہی ہے کہ شہید راہِ حق بھوکا پیاسا رہ کر اللہ کے لیے جان دیا گیا ہے، اس کی موت کا وقت جب آیا تو اسے سخت بھوک نے ستایا ہوا تھا، اسے پانی کی پیاس نے سخت ترسایا ہوا تھا، موت کے لمحہ مقررہ نے اسے کھانے پینے کی مہلت نہیں دی، وہ یونہی دنیا سے چل بسا مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کا کھانا ہے، ہم اسے کھلائیں گے، ہم اسے پلائیں گے، کھانے کے لیے جنت میں موجود سب کچھ اس کے لیے ہے، جہاں سے چاہے کھائے، جہاں سے چاہے پیے، جنت کی نہریں اس کے لیے ہیں جہاں چاہے آکر بیٹھ جائے اور جی بھر بھر کر جنت کا پانی نوش جاں کرے۔

رحمت کائنات ﷺ نے شہیدوں کے جنت میں کھانوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے فرمایا

الشُّهَدَاءُ عَلَى بَارِقٍ نَهَرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ، فِي قُبَّةٍ خَضْرَاءَ،يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِنْ الْجَنَّةِ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

شہید لوگ جنت کے دروازے پر نہر کے کنارے سے گنبد سبز میں ہیں، صبح شام انہیں جنت سے رزق پیش کیا جاتا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شہیدوں کی روحوں کی اقسام ہیں، کچھ وہ ہیں جو سبز پرندوں کے قالب میں جنت میں گھومتی پھرتی ہیں، اور بسیرے جا کر عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں پر کرتی ہیں، کچھ وہ ہیں جو نہر کے کنارے ہوتی ہیں، جنہیں صبح وشام جنت کا رزق دیا جاتا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سب شہیدوں کی روحوں کے ساتھ اس طرح ہوتا ہو۔ علامہ ابن کثیر کے بقول ان کی اجتماع گاہ اس نہر کے کنارے ہو سکتی ہے، جہاں انہیں صبح وشام جنتی رزق پیش کیا جاتا ہے۔

رزق کے لیے خدائی نظام

یہاں دنیا میں رہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تمہارا رزق آسمانوں میں ہے، یہاں اللہ تعالیٰ نے محنت اور مشقت کے ساتھ رزق دینے کا نظام قائم فرمایا ہے، آسمان کی طرف سے بارش اترتی ہے، ہواؤں کے جھونکے چلتے ہیں، سورج کی کرنیں پڑتی ہیں، بارش سے زمین کو سیراب کیا جاتا ہے، زمین میں وتر پڑتا ہے، کسان سے زمین کو کھدوایا جاتا ہے، کسان اس میں بیل جوتا ہے، ٹریکٹر چلاتا ہے، زمین کو نرماتا ہے، اس کی سختی دور کرتا ہے، پھر اس میں دانے ڈالتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان دانوں کو سیدھا کرواتے ہیں، پھر ہوائیں چلاتے ہیں، ہواؤں کے جھونکے سورج کی شعاعوں کو لے کر زمین کے اندر کام کرتے ہیں، کچھ گھنٹوں کے بعد یہی دانہ جو زمین میں کسان نے ڈالا تھا اس میں خمار بھر جاتا ہے، پھر کچھ گھنٹوں کے بعد اس دانے کا خمار باہر نکلنا چاہتا ہے، یہ دانہ کوئی آٹھ اطراف سے پھٹنا چاہتا ہے، ویسے تو سمتیں اور اطراف ہمیں جو معلوم ہیں وہ چار ہیں، شرق، غرب، شمال اور جنوب، مگر اللہ کی شان کریمی اور قدرت دیکھیے کہ یہ دانہ کوئی آٹھ طرف سے پھٹنا چاہتا ہے مگر اللہ اسے

ہر طرف سے پھٹنے نہیں دیتا، بلکہ اسے صرف دو جگہوں سے وہ پھاڑ تا ہے، نیچے سے پھاڑ کر جڑ بنا دیتا ہے اور اوپر سے پھاڑ کر نرم ونازک، باریک سا دھاگہ زمین سے باہر لے آتا ہے۔

کبھی فصل کی تیاری کی مرحلے میں گندم کے درخت کو جڑوں سمیت اکھاڑ کر مطالعہ کیجیے کہ قدرت والے کی کاریگری کیسی ہے؟ وہ کس طرح ان جڑوں کو پھیلاتا ہے، جس پر گندم کا درخت کھڑا ہوتا ہے، پھر اس کے تنے پر اس کی شاخیں، شاخوں پر دانے، اس قدر بوجھ اٹھانے والے اس درخت کی جڑوں کا مطالعہ کیجیے۔

اوپر سے دھاگہ کی طرح باریک اور نرم ونازک چیز وہ زمین پھاڑ کر باہر لاتا ہے، ساری دنیا کے انجینئر، ڈاکٹر اور سائنس دان پوری کوشش کے باوجود کوئی نرم ونازک دھاگہ زمین کے اندر اتار نہیں سکتے، بعض اوقات تو انسان یہاں بھی بے بس ہو جاتا ہے، جب اسے ایک سوئی کے تیار شدہ ناکے سے دھاگہ گزارنا پڑ جائے تو بے بس ہو جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نرم ونازک دھاگے کو اپنی قدرت سے باہر لاتا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں کہ اس زمین پر ہم نے بارش برسائی، اسے ہم نے سیر اب کیا، اس کو ہم نے پھاڑا، پھاڑنے کے بعد اس کے اندر سے ہم نے تمہارے لیے غلے اگائے، میوے نکالے، پھل پیدا کیے، زیتون اور انگور پیدا کیے، ہر نعمت اللہ نے اس زمین سے تمہارے لیے پیدا کی ہے۔

کسان ذرا غور تو کرے کہ اس نے جو دانہ زمین میں ڈالا تھا وہ تو سنہری رنگ کا تھا، وہ گولڈن تھا، اس میں خمار پیدا کرنے کے بعد اس کی رنگت کس نے بدلی؟ اس گولڈن رنگ کے دانے سے سفید دھاگہ کس نے نکالا، اس سفید دھاگے کو تنا کس نے بنایا، اس تنے کو سبز کس نے بنایا، اس پر ہریالی کس نے بکھیری، یہ سب میرے اللہ نے ایسا کیا ہے۔

پھر یہ فصل تیار ہو جاتی ہے، سبزے کے بعد پھر پیلا پن آجاتا ہے، پھر اس فصل کو کاٹا جاتا ہے، پھر اسے گایا جاتا ہے، پھر بھوسہ الگ کر دیا جاتا ہے، جو جانوروں کی خوراک بن جاتا ہے، گندم کے دانے غلہ منڈی پہنچ جاتے ہیں، جہاں سے وہ فلور ملوں پر پہنچ کر

آٹے کی شکل میں بدل جاتے ہیں، آٹا گھر میں لا کر گوندھا جاتا ہے، گوندھنے کے بعد اس کا پیڑہ بنایا جاتا ہے، پیڑے کے بعد اس کی ٹکی بنائی جاتی ہے، ٹکی کے بعد اس کی چپاتی بنا کر توے پر ڈالی جاتی ہے، پکانے کے بعد اسے سینکا جاتا ہے، سینکنے کے بعد اسے چولہے سے نکال کر استعمال کیا جاتا ہے، کھایا جاتا ہے،اس کے بعد کلمات شکر زبان پر لائے جاتے ہیں، اس ذات عالی شان کے لیے جس نے یہ بہترین نعمت ہمارے لیے تیار کی، جس نے اس نعمت کے ذریعے ہمیں سیر اب کیا، اور شکم سیر کیا ہے، ہمارے نبی ﷺ کی یہ تعلیم ہے کہ کھانا کھانے کے بعد اللہ کی تعریف کی جائے، جو کھانے کے بعد اللہ کی تعریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ شہدا کے لیے بلا مشقت و محنت یہ رزق جنت میں ہوتا ہے، جو انہیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے، جب کہ یہاں ہمارے لیے محنت و مشقت ضروری ٹھہرائی گئی ہے، وہ چاہے تو بلا محنت و مشقت کھلائے، اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، مگر ہمیں اپنے ہاتھ سے کر کے کھانے کا حکم اس لیے ہے تا کہ ہم غفلت سے کھانے والے نہ بن جائیں۔

ابر و باد ماہ و خورشید و فلک در کارند   تا تو نانِ بکف آری و بغفلت نخوری

یہ بادل، یہ ہوائیں، یہ چاند، یہ سورج، یہ آسمان انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں، تا کہ انسان اپنے ہاتھ سے محنت و مشقت کر کے کھائے اور غفلت سے نہ کھائے۔

یہاں مشقت و محنت کرنا پڑتی ہے، روزی اللہ تعالیٰ نے بکھیر دی ہے اسے چننا پڑتا ہے، روزی حاصل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ اقدام اٹھانا پڑتا ہے، مگر ایک چیز اعمال صالحہ اور اوامر الٰہی ہیں جو لوگ ان کی پاسداری اور پاسبانی کرتے رہیں گے رب انہیں یہاں بھی کھلاتا رہے گا اور آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی میں جو کھلائے گا اس کا تو یہاں صرف تذکرہ ہی کیا جاسکتا ہے۔

یوم دفاع اور شہدائے پاکستان

محترم بھائیو اور دوستو! مسلمانوں کی تاریخ شہدا کی جرات مندانہ داستانوں سے بھری ہوئی ہے، آج ٦ ستمبر کے حوالے سے بھی مجھے کچھ عرض کرنا ہے، جس میں ٦ ستمبر کے شہدا کی ناقابل فراموش داستانیں سن کر ہمارا ایمان چمک اٹھتا ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ جس خطے میں ہم رہ رہے ہیں اسے برصغیر کہا جاتا ہے، جسے انگریزی میں سب کینٹی نینٹ کہا جاتا ہے، خشکی کے اس چھوٹے سے ٹکڑے میں پہلے ہندو مسلم سب ایک ساتھ رہتے تھے، بلکہ یہاں انگریز کا راج تھا، انگریز یہاں کیسے آیا؟ اس کے بارے میں ہمیں تاریخ بتاتی ہے کہ عرب تاجر دنیا کے مختلف ممالک کے ساتھ تجارت کے لیے آتے جاتے رہتے تھے، اپنا سامان تجارت فروخت کرتے اور وہاں سے ان علاقوں کی چیزیں خرید کر واپسی کی راہ لیتے تھے۔

انگریز برصغیر میں کیسے آیا؟

عرب تاجر جنوبی ایشیاء کا مال لے جا کر یورپ کی منڈیوں میں فروخت کرتے تھے، عربوں کی آمد ورفت کے باعث یورپین سے ان کے تعلقات اچھے ہوگئے، اب یورپی تاجروں کے دلوں میں بھی یہ خیال انگڑائی لینے لگا کہ وہ بھی جنوبی ایشیائی ممالک کا ساز وسامان لا کر اپنے علاقوں میں بیچیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اس زمانے میں خشک راہوں پر سفر مشکل تھا اور پانیوں پر سفر کرنا آسان تھا، یہی وجہ تھی کہ یورپی جہازرانوں نے بحری راستے تلاش کرنا شروع کیے، ۱۴۹۸ء کے اواخر میں واسکوڈے گاما نامی ایک مشہور پرتگیزی جہازران مشرقی افریقہ کی بندرگاہ مالنڈی تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا، یہاں مالنڈی میں واسکوڈے گاما کی ملاقات ایک عرب جہازران سے ہوگئی، جس سے رہنمائی لے کر واسکوڈے گاما کالی کٹ کی بندرگاہ پر پہنچ گیا، بحری راستہ معلوم ہوجانے پر دنیا کے مختلف ممالک کے تاجروں

میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، یوں پہلے پہل پرتگیزی تاجروں نے اس خطہ جسے جنوبی ایشیاء کہا جاتا ہے کارخ کیا، ان لوگوں نے جنوبی ایشیاء کی تجارت کے باعث اچھامال بنایا۔

جب پرتگیزیوں کی بھری ہوئی تجوریاں انگریزوں کے علم میں آئیں تو اس کے بعد انگریزوں اور فرانسیسی تاجروں نے جنوبی ایشیاء کارخ کیا، یوں تجارتی سلسلہ انگریزوں اور جنوبی ایشیاء کے لوگوں کے درمیان شروع ہو گیا، انگریز پہلے ہی سے آسان ترین راستے کی تلاش میں فکر مند تھے، تاکہ راستہ آسان ہونے کی صورت میں وہ خود تجارت شروع کر دیں۔

جنوبی ایشیاء تک پہنچنے کے لیے جب بحری راستے انگریز کو معلوم ہو گئے تو انہوں نے جنوبی ایشیاء کے ساتھ تجارت شروع کر دی، پھر رفتہ رفتہ وہ یہاں کی تجارت پر چھا گئے، پھر وہ تجارت میں سب سے آگے بڑھ گئے، انہوں نے دوسری یورپی اقوام میں ولندیزیوں، پرتگیزوں اور فرانسیسیوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔

انگریز تجارت کے بعد سیاست پر قابض

انگریز اپنے مفادات کو بہت ہی عزیز رکھتے ہیں، وہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے رفتہ رفتہ سیاست میں بھی دلچسپی لینے لگے، پھر دلچسپی سے آگے بڑھ کر یہاں کی سیاست میں دخیل بھی ہونے لگے، مداخلت کے بعد انہوں نے مقامی سیاست میں حصہ لیناشروع کر دیا، جنوبی ایشیاء میں سیاسی عدم استحکام پہلے ہی تھا، شورشیں ہر جگہ موجود تھیں، اندرونی طور پر حکومتی ڈھانچے ہل چکے تھے، مرکزی حکومت کمزور جب کہ مقامی اور علاقائی حکومتیں طاقتور اور خود مختار بن چکی تھیں، مغلوں کا آخری حکمران بہادر شاہ ظفر اس قدر کمزور ہو چکا تھا کہ وہ کسی شورش، کسی یلغار کو روک نہیں سکا تھا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کیسے قائم ہوئی؟

انگریزوں نے مغل حکمرانوں کی کمزوریوں کو محسوس کرتے ہوئے اندرونی سیاست سے بھرپور فائدہ اٹھایا، یوں وہ حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اس خطہ پر

قابض ہوتے چلے گئے، ہندوستان برطانیہ کی نوآبادی بن کر رہ گیا، برطانوی حکومت سے اجازت لے کر انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی داغ بیل ۱۶۰۰ء میں ڈال دی، ایسٹ انڈیا کمپنی کا ظاہری مقصد ہندوستان کے ساتھ تجارت کرنا تھا، جب کہ نہاں خانہ میں یہ مقصد پوشیدہ تھا کہ یہاں کے اندرونی خلفشار، عدم استحکام اور انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستان پر قبضہ کرلیا جائے۔

ہندوستان کے جہانگیر بادشاہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو بہت سی مراعات سے نوازا، انہیں ٹیکسوں میں چھوٹ دے دی، انگریز نے شاہ ہندوستان کی طرف سے ملنے والی سہولیات کے پیش نظر یہاں تجارتی کوٹھیاں قائم کرلیں، جہانگیر کے بعد شاہ جہان بادشاہ سے بھی انگریز نے تجارتی سہولیات اور تجارتی ٹیکسوں میں چھوٹ حاصل کرلی، مال پر ڈیوٹی کی شرح بھی کم کردی گئی۔

ہندوستان میں اورنگ زیب عالمگیر کے بعد برسر اقتدار آنے والے مغل حکمرانوں کی حکمرانی کمزور تھی، سلطنت پر کنٹرول تھا نہ ہی انتظامی ذمہ داریاں اچھی طرح نبھا رہے تھے، یوں ملک میں عدم استحکام مزید بڑھتا گیا، خلفشار عام ہوگیا، انگریز ان حالات کو جیسے دوربین لگا کر دیکھ رہا تھا، بغور جائزہ لے رہا تھا، ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز نے ہندوستان کے کچھ علاقوں پر قبضہ جمالیا، تجارتی مراعات وسہولیات لینے والی ایسٹ انڈیا کمپنی کی دیدہ دلیری دیکھیے کہ اس نے ایک روپیہ کا اپنا کرنسی سکہ بھی جاری کردیا، سکہ کی ایجاد کے بعد جب کسی طرف سے مزاحمت نہیں ہوئی تو انگریز سمجھنے لگا کہ اب ان کے معاملات مزید آگے بڑھ سکتے ہیں، انگریز کا حوصلہ بڑھنا شروع ہوگیا، کہ یہاں کی فضا سازگار ہے۔

نواب سراج الدولہ میدان میں

جب انگریز تجارت کے بہانے ہندوستان پر قابض ہوگیا تو پھر یہاں کے حکمرانوں نے مقامی آبادی کو ساتھ ملا کر انگریز کا مقابلہ کیا، ان میں نواب سراج الدولہ، میر قاسم،

حیدر علی اور سلطان ٹیپو جیسے حکمرانوں کے نام تاریخ کے اوراق میں آج بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

انگریز نے ان حکمرانوں کو سبق سکھانے کے لیے غداروں کے ساتھ سازباز کی، ان کے ضمیر خریدے، سراج الدولہ کے سپہ سالار میر جعفر کو انگریزوں نے مال و دولت سے خریدا، میر جعفر کی غداری کے باعث نواب سراج الدولہ کی فوجوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، غداروں کی وجہ سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔

اسی میر جعفر کے بیٹے میرن نے سراج الدولہ کو شہید کر دیا، انگریز نے سراج الدولہ کے سپہ سالار کو غداری کرنے کا صلہ یہ دیا کہ اسے بنگال کا حکمران بنادیا، تاج حکمرانی سر پر رکھنے کے بعد میر جعفر انگریزوں پر مہربان ہو گیا اور اس نے بھی انگریزوں کو بہت سی مراعات و سہولیات سے نوازا، ایسٹ انڈیا کمپنی کے اعلیٰ افسران کو بہت سارے تحفے تحائف رشوت کے طور پر دیے گئے، جس سے انہیں کئی گونا مسرت و شادمانی ہوئی، ان کے دل باغ باغ ہو گئے۔

میر جعفر انگریز کو خوش کرنے کے لیے شاہی خزانے سے مال ان پر لٹاتا رہا، ایک وقت ایسا آیا کہ میر جعفر کا خزانہ خالی ہو گیا، اب اس کے پاس انگریز کو خوش کرنے کے لیے کچھ نہ بچا تو انگریز اس سے ناراض ہو گیا، انگریزوں نے اس کو اقتدار سے باہر دھکیل دیا، اس کی جگہ اس کے داماد میر قاسم کو ۱۷۶۰ء میں بنگال کا گورنر لگا دیا، میر قاسم کو خالی خزانہ ملا تھا، شاہی خزانے کو مستحکم کرنے کے لیے اس نے جہاں باقی کارنامے سرانجام دیے وہاں ایک کام یہ کیا تھا کہ اس نے انگریزوں کو نوازنے کا سلسلہ روک دیا تھا، جس سے انگریز سخت ناراض ہوئے، اور انہوں نے میر جعفر کو دوبارہ بلا کر بنگال کا نواب مقرر کر دیا تھا۔

میر قاسم نے شاہ عالم ثانی اور نواب آف اودھ کو ملا کر انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا، جب انگریزوں کو اطلاع ملی تو وہ بھی تیاری کر کے بکسر کے میدان میں ۱۷۶۴ء میں آن پہنچے، یہاں میر قاسم کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، میر قاسم دہلی کی جانب

بھاگ نکلا، پھر ۱۷۷۸ء میں میر قاسم گمنامی کی حالت میں دار فانی سے کوچ کر گیا، بنگال پر قبضہ ہونے کے بعد انگریزوں کے حوصلے مزید بڑھ گئے، پھر وہ دوسرے صوبوں پر قبضے کے منصوبے بنانے لگے۔

پھر دیکھیے کہ عالمگیر ثانی کے بیٹے شاہ عالم ثانی المعروف علی گوہر نے ۱۷۶۴ میں بکسر کے محاذ پر انگریز کے ہاتھوں شکست کھائی اور یوں بنگال، بہاراوراڑیسہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کر ڈالے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے اس وفاداری کے عوض ۲۶ لاکھ روپے سالانہ اسے دینے کا وعدہ کیا، جب ۱۸۰۳ء میں انگریزوں نے دہلی پر قبضہ کیا تھا تو یہی شاہ عالم ثانی انگریزوں کا وظیفہ خوار بن گیا تھا، انگریزی وظیفے کھاتا تھااور ان کے مفادات کی نگہبانی دل وجان سے کرتا تھا، مسلم مفادات کو کند آلے سے ذبح کرتا تھا۔

اکبر شاہ ثانی ۳۱سال تک حکمران رہا، مگر عملاً اس کی حکمرانی لال قلعہ تک محدود رہی، یہ بھی انگریزوں کا وظیفہ خوار تھا۔ مغلوں کا آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر بھی انگریزوں کا وظیفہ خوار اور بے نام بادشاہ تھا،۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں لوگوں نے اسے اپنا بادشاہ بنالیا تھا، مگر عملی طور پر حکمرانی کرنا اس کے بس کی بات نہیں رہی تھی۔

جنگ آزادی مئی ۱۸۵۸ء میں ختم ہوگئی ، انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر کے رنگون بھیج دیا تھا،یوں سلطنت مغلیہ کا آخری ٹمٹماتا چراغ بھی ہمیشہ کے لیے گل ہو گیا تھا، اسی سال رنگون میں یہ فوت ہو گیا تھا، وہیں اس کا مدفن بنا۔

حیدر علی کی حکمت عملی

مسلمان سپہ سالار حیدر علی نے ریاست میسور کے حکمران ہندو حکمران نندراج کو شکست دے کر ریاست پر قبضہ کر لیا، ۱۷۶۷ء میں انگریزوں، مرہٹوں اور نظام حیدرآباد نے یکجان ہو کر ریاست میسور پر یلغار کر دی۔

حیدر علی نے اپنی خداداد بصیرت کے تحت مرہٹوں اور نظام حیدر آباد کو انگریزوں سے الگ کر دیا، اب میدان میں انگریز اکیلے رہ گئے تو حیدر علی نے انگریزوں کو شکست سے دوچار کر دیا۔

اس کے بعد انگریز حیدر علی سے خوف کھانے لگے تھے۔ پھر انگریزوں نے سازشیں شروع کر دیں، انہوں نے اب مرہٹوں اور نظام حیدر آباد کو حیدر علی سے الگ کر دیا، اب حیدر علی اکیلا رہ گیا، مگر اس کی جرات وبسالت میں کمی نہیں آئی، اس کے پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی، وہ تادم آخریں انگریز کے خلاف بر سر پیکار رہا۔

سلطان ٹیپو میدان کارزار میں

حیدر علی ۱۷۸۲ء میں خالق حقیقی سے جا ملے تو ان کے بعد ان کا شیر دل بیٹا سلطان ٹیپو انگریز کے مقابلے میں اترا، انگریز کو جنم دن یاد کرانے کے لیے سلطان نے ہندوستان سے باہر کے ممالک سے بھی رابطے کیے، مگر افغانستان، فرانس اور ایران سمیت کسی ملک نے سلطان ٹیپو کی مدد نہیں کی۔

انگریز سلطان ٹیپو کو ختم کرنے کے بعد ہندوستان پر قبضہ کرنا چاہتا تھا، انگریز نے سلطان ٹیپو کے لوگوں کو بھاری رشوتیں دے کر خرید لیا تھا، ۱۷۹۹ء میں سرنگاپٹم کے محاذ پر سلطان ٹیپو اور انگریز فوج کے درمیان محاذ آرائی ہوئی، اپنوں کی غداری کے باعث سلطان انگریزوں سے شکست کھا گئے، اور شہادت کا جام پی گئے، انگریز نے ان کے دو بیٹوں کو یرغمال بنالیا، یوں سلطان کی شہادت کے بعد مسلمانوں کی آزادی ختم ہو گئی، جب سلطان کے آخری وقت میں انگریز نے ان سے کہا تم اپنے کو ہمارے حوالے کر دو تو سلطان نے وہ تاریخی جملہ کہا تھا کہ "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے"، ٹیپو کی شہادت اور اسلامی ریاست میسور کے خاتمے کے بعد انگریز نے پنجاب، سندھ اور دوسرے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

انگریز یہاں تجارت کی غرض سے آیا تھا مگر وہ مقامی حکمرانوں سے الجھ پڑا، ان کے اقتدار پر قبضے کیے، انہیں مختلف حیلوں بہانوں اور سازشوں کے باعث اقتدار سے یا تو الگ کروایا یا پھر موت کے گھاٹ اتروایا، یوں انگریز کے لیے میدان خالی ہو گیا تو مسلمانوں نے انگریز سے جان چھڑانے کے لیے آزادی کی جنگ لڑی، یہ جنگ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہوئی، اس جنگ کے بپا ہونے تک انگریز ہندوستان کے اکثر وبیشتر علاقوں پر قابض ہو چکے تھے، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، اس ناکامی کے بعد انگریز کے لیے میدان خالی ہو گیا، اب انگریز نے ایک فاتح کے طور پر مسلمانوں سے غیر مساوی سلوک شروع کر دیا۔

شکست خوردہ مسلمانوں کے خلاف مظالم

آزادی کا علم لہرانے والوں کو، علماء کرام کو، ان کی پیروکار عوام کو چن چن کر قتل کیا گیا، دہلی سے لے کر بٹالہ تک شاید ہی کوئی درخت ایسا ہوا ہو گا جس پر ان لوگوں کی گردنیں کاٹ کر نہ لٹکائی گئی ہوں، ان کے قتل کے بعد ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئی تھیں۔

ان لوگوں کو ملازمتوں سے نکال دیا گیا تھا، کاروبار ٹھپ کر دیے گئے تھے، مسلمانوں کو تباہ وبرباد کر دیا گیا تھا، مسلمان مفلسی اور بدحالی کا شکار ہو گئے تھے۔

سرکاری ملازمتوں، تجارت اور تعلیم میں ہندو آگے بڑھ گئے تھے، مسلمانوں کا ملازمتوں کا کوٹہ کم کر دیا گیا تھا، غرضیکہ مسلمانوں کے خلاف انگریز نے اس جنگ آزادی کے بعد وہ کچھ کیا جو ہمیشہ فاتح لوگ مفتوح لوگوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد

جب مسلمانوں کو یوں بے دردی سے ختم کیا جانے لگا تو علماء حق نے علمی اسلحہ سے لیس ہونے اور مسلمانوں کو علمی میدان میں اتارنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ دیوبند میں ایک مدرسہ

کی بنیاد ایک انار کے درخت کے نیچے یوں پڑ گئی کہ ایک استاذ ملا محمود اور ایک شاگرد محمود الحسن نے اپنا پڑھنا پڑھانا شروع کر دیا۔

پھر جب باقاعدہ مدرسہ کی بنیادیں رکھی جانے لگیں تو سرکار دوعالم ﷺ نے خواب میں نشاندہی فرمائی تھی، یہی وجہ تھی کہ اللہ نے اس مدرسے کا فیضان عام فرمایا، دنیا بھر میں اس کے فضلاء نے دین کی اشاعت فرمائی اور دین کے لیے جانفروشی اور جانسپاری کی انمٹ مثالیں قائم کیں۔

میں یہاں یہ بعد کھل کر عرض کرنا چاہتاہوں کہ دیوبندی کوئی فرقہ اور مسلک نہیں ہے، دیوبند انڈیا میں ایک جگہ کا نام ہے، ایک بستی کا نام ہے، اس بستی میں ایک مدرسہ قائم ہوا ہے جسے دارالعلوم دیوبند کہا جاتا ہے، اس مدرسہ کے فضلاء نے دین اسلام کی آبیاری کا حق ادا کیا ہے، اس کے فضلاء نے سب سے زیادہ قرآن کریم کی تفسیریں لکھی ہیں، اس مدرسہ کے فضلاء اور اس کے ساتھ نسبت رکھنے والوں نے سب سے زیادہ حدیث شریف کی شروحات لکھی ہیں، تاریخ کی کتابیں اسی مدرسہ کے فضلاء نے مرتب کی ہیں، جس طرح بریلی ہندوستان میں ایک شہر کا نام ہے، بریلوی بھی کوئی فرقہ اور کوئی مسلک نہیں ہے، مسلک اہل سنت والجماعت ہے، اور ہمیں اسی پر فخر وناز کرنا ہے۔

دو قومی نظریہ کیاہے؟

پھر اس کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نفرتیں بڑھنے لگیں، ہندو مسلمانوں سے سخت نفرت کرتے تھے، وہ مسلمانوں کو اس مقام سے پانی نہیں پینے دیتے تھے جہاں سے خود پیتے تھے، یوں دو قومی نظریہ وجود میں آیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہندو کا مذہب اور ہے اور ہمارا اور ہے، ہندو کا رہن سہن اور ہے اور ہمارا رہن سہن اور ہے۔

چنانچہ ہندو سے الگ ریاست کی ضرورت پڑی تو قائداعظم محمد علی جناح نے جدوجہد شروع کر دی، سب سے پہلے پاکستان کا خواب حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے دیکھا تھا، ان کی تمنا اور آرزو یہ تھی کہ کوئی ایسی ریاست معرض وجود میں

آئے جس میں اسلامی احکامات زندہ ہوں، پھر تصور پاکستان علامہ اقبال نے پیش کیا، یوں ایک قطرہ خون بہائے بغیر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان بن گیا۔

پاکستان بننے کے بعد جب مسلمان ہندوستان سے پاکستان کی طرف آنے لگے، ان کا سفر شروع ہو گیا تو اس دوران تیرہ لاکھ مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا، مسلمانوں کو اس دوران سخت نقصان پہنچایا گیا، یوں لٹے پٹے مسلمان پاکستان پہنچتے تھے۔

ہندو کو سخت غصہ تھا کہ پاکستان کیوں بن گیا، وہ اس غصے کا اظہار وقتاً فوقتاً کرتے رہتے تھے، وہ کسی نہ کسی بہانے پاکستانی سرحدوں پر اشتعال پیدا کرتے رہتے تھے۔

جنگ ستمبر اور مجاہدین کے کارنامے

تقسیم کے دوران وادی جنت نظیر کشمیر کا ایک حصہ بھارتی قبضہ میں چلا گیا تھا، جسے مقبوضہ کشمیر کہا جاتا ہے، وادی کشمیر میں بھارتی فوج کے مظالم عروج پر پہنچ گئے، نہتے مسلمانوں پر ظلم و ستم بڑھنے لگا، رد عمل میں کشمیری مسلمانوں اور مجاہدین نے ۸ اگست ۱۹۶۵ء میں انقلابی کونسل قائم کی، اس کونسل نے بھارتی سامراج کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا تھا، اس کونسل نے اعلان کیا کہ بھارتی حکومت کے ساتھ ریاست کشمیر کے تمام معاہدے منسوخ کر دیے گئے ہیں، اس کونسل نے عوام الناس سے اپیل کی کہ وہ بھارتی سامراج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں، اس کونسل نے صدائے کشمیر کے نام سے ایک خفیہ ریڈیو اسٹیشن بھی قائم کیا تھا۔

عالمی سطح پر بھارتی افواج کے مظالم بند کرانے کی اپیلیں کی گئیں مگر بھارت کے مظالم بند نہ ہو سکے، تو اس انقلابی کونسل نے ۹ اگست ۱۹۶۵ء میں مقبوضہ کشمیر میں بھارتی افواج کے مظالم کے خلاف اپنا رد عمل ظاہر کرتے ہوئے فوجی چوکیوں، اور مورچوں پر بڑے پیمانے پر حملے شروع کر دیے، جس کے نتیجے میں مختلف علاقوں میں گھمسان کا رن پڑا، جس سے بھارتی فوج کو کافی نقصان اٹھانا پڑا، مالی نقصان بھی اور جانی نقصان بھی، کامیابی دیکھ کر مجاہدین کے حوصلے مزید بلند ہونے لگے، ۱۰ اگست کو مجاہدین نے اپنی

جہادی سرگرمیاں مزید تیز کر دیں، سرینگر کے اطراف واکناف میں گھمسان کارن پڑا، مجاہدین کی پیش قدمی ہوئی تو وہ جموں سے کچھ ہی فاصلے تک پہنچ گئے، مجاہدوں نے سرینگر کے نوپلوں کو تباہ کر دیا، جموں سرینگر روڈ کو کاٹ ڈالا، بھارتی فوج کے اسلحہ ڈپو اور غلے کے گودام مجاہدین کے قبضے میں آ گئے۔

۱۰ اگست کو اقوام متحدہ میں تشویش کی لہر دوڑی، سیکرٹری اقوام متحدہ نے کشمیر کی اس صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا، مگر مجاہدین نے اقوام متحدہ کی تشویش کی پرواکیے بغیر اپنی مجاہدانہ کارروائیاں جاری رکھیں، سرینگر ریڈیو اسٹیشن پر مجاہدین نے ہلہ بول دیا، ہوائی اڈے پر حملہ کر دیا، جس پر بھارتی حکمران سیخ پا ہونا شروع ہو گئے، بھارتی وزیر اعظم مسٹر شاستری نے پاکستان کو دھمکی دیتے ہوئے طاقت کا جواب طاقت سے دینے کا اعلان کر دیا، بھارت مجاہدین کو پاکستان کی طرف سے بھیجے گئے فوجی خیال کرتا تھا جو سول لباس میں ملبوس ہو کر بھارتی سورماؤں کے خلاف بر سرپیکار تھے، مگر مجاہدین نے بھارتی دھمکی کی کوئی پروانہ کرتے ہوئے اپنا کام جاری رکھا۔

بھارتی فوج نے مجاہدین کے ہاتھوں اپنی رسوائی ہوتے دیکھ کر برداشت نہ کیا، وہ پل پڑے کشمیری مسلمانوں پر، مظالم کی انتہاء کر دی، مسلمانوں کے مکان نذر آتش کر دیے، ڈھائی سو مسلمان خاندانوں کو بے گھر کر دیا، مسجد کو بارود سے اڑا دیا، قرآن مجید کو شہید کر دیا، ان مظالم کے دوران پاکستان نے انگڑائی لی اور اقوام متحدہ سے یہ مظالم بند کرانے کی اپیل کر دی۔

شیر دل مجاہدین کی کارروائیاں جاری رہیں، چنانچہ ۱۸ اگست کو اقوام متحدہ نے بھارت اور پاکستان دونوں سے جنگ بندی لائن کا احترام کرنے کی اپیل کر دی، ۱۹ اگست کو بھارتی وزیر اعظم مسٹر لال بہادر شاستری نے انڈین پارلیمنٹ سے خطاب کیا، جس میں اس نے الزام عائد کیا کہ پاکستان نے کشمیر میں گوریلا جنگ شروع کر دی ہے، جس پر پاکستان کو بھاری قیمت چکانا پڑے گی، بھارتی وزیر اعظم نے الزام عائد کیا کہ پاکستان نے

چھاپہ ماروں کے ذریعے کشمیر میں بغاوت کرانے کی کوشش کی ہے، جسے کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

مقبوضہ کشمیر کے محاذ پر سخت ہزیمت اور شکست سے دوچار ہونے کے بعد بھارتی فوج نے ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو تین اطراف سے بلااطلاع دیے حملہ کر دیا، جسے مغربی پاکستان کی گشتی پولیس، ستلج رینجرز اور سرحدی دستوں اور مسلح کسانوں نے ساٹھ ہزار بھارتی مسلح حملہ آوروں کو پانچ گھنٹے تک روکے رکھا، اسی دوران پاک فوج کے چاک وچوبند نوجوان محاذ پر پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔

بھارتی فوج لاہور پر قبضہ کرنا چاہتی تھی، بھارتی فوج کی پیش قدمی روکنے کے لیے پاک فوج نے بی آر بی نہر پر بنا پل اڑادیا تھا،اس کے بعد پاک فضائیہ بھی بری فوج کی مدد کے لیے پہنچ گئی، اس سے پہلے انڈین فوج واہگہ بارڈر پر رینجرز کی چوکیوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوچکی تھی، مگر پاک فضائیہ کے جوانوں کی آمد سے بھارتی فوج کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے، لاہور کی جانب بڑھتے ہوئے بھارتی ٹینکوں کو تباہ وبرباد کردیا گیا۔

ریڈیو پاکستان پر اعلان کر دیا گیا کہ بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا ہے، اس خبر کے نشر ہوتے ہی غیور و جسور پاکستانی لاٹھیاں، کلہاڑیاں، برچھیاں، تلواریں، اور اپنے پاس موجود اسلحہ لے کر محاذ کی سمت بڑھنے لگے، مگر پاک فوج کے جوانوں نے انہیں محاذ کی سمت بڑھنے سے روک دیا تھا۔

بی آر بی نہر کے گرد ونواح میں موجود گاؤں بھی بھارتی افواج کی جارحانہ زد میں تھے، بھارتی افواج کا پندرہ پیادہ ڈویژن، ٹینکوں کے دستے، اور توپ خانہ واہگہ بارڈر کے راستے زندہ دلوں کے شہر لاہور کے بیچ گھسنا چاہتے تھے،بھارتی بزدل فوج کا یہ حملہ لاہور کے دل پر حملہ تھا۔

فیلڈ مارشل ایوب کی ولولہ انگیز تقریر

رات کے گیارہ بجے فیلڈ مارشل ایوب خان نے پاکستانی قوم سے مختصر سا خطاب کیا، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میرے عزیز ہم وطنو! ہمارے دشمن بھارت نے بلا اشتعال تمام بین الاقوامی ضابطوں کے برعکس ہم پر جنگ مسلط کر دی ہے اور ہماری بہادر افواج ہر محاذ پر بڑی دلیری سے مقابلہ کر رہی ہیں، میں نے مسلح افواج کو حکم دیا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس جاؤ اور اسے بتا دو کہ اس نے کس قوم کو للکارا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو، آمین

ایوب خان کی تقریر ختم ہوتے ہی صف شکن افواج نے ہندو بنیا فوج کے دانت کھٹے کرنا شروع کر دیے تھے، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کے حوصلے قابل دید و قابل داد تھے، یہ لوگ صف شکن افواج کے ہمراہ شانہ بشانہ بھارتی سورماؤں کو تگنی کا ناچ نچانے کے لیے پیش قدمی کر رہے تھے، عورتوں اور بچیوں نے اپنا محاذ سنبھال لیا، مجاہد افواج کے لیے راشن، پانی، ضرورت کی اشیاء مہیا کرنا شروع کر دیں، کچھ فوجی شہر میں ضرورت کا سامان لینے آئے تو دکانداروں نے ان کی ضرورت سے بڑھ چڑھ کر ان کی گاڑیوں میں از خود سامان رکھنا شروع کر دیا تھا۔

شیر دل ایم ایم عالم کا تاریخی کارنامہ

اس جنگ میں پاک فوج کے بہادر جوانوں نے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر دشمن فوج کا مقابلہ کیا تھا، ۷ ستمبر ۱۹۶۵ء کی شام کو چھ بج کر پانچ منٹ پر بھارتی فوج کے چار ایف، چھ ہنٹر اور ایک ایف ۱۰۴ طیارہ سرگودھا کے ہوائی اڈہ کو نشانہ بنانے کے لیے آئے، بھارتی فوج کے طیارے چار چار کی ترتیب میں محو پرواز تھے، جب کہ ایک ہنٹر آزادنہ گھوم رہا تھا، پاکستان کے ایف ۸۶ طیاروں کی اگلی گارمیشن کے قائد اسکواڈرن لیڈر ایم ایم عالم تھے، انہوں نے سب سے پہلے ایک ہنٹر مار گرانے کی کوشش کی مگر نشانہ چوک گیا، دوسرا

میزائل داغا جو ٹھیک سے اپنے ہدف پر جالگا، طیارہ پاش پاش ہو گیا، پھر ایم ایم عالم نے چار ہنٹر طیاروں کی طرف رخ کیا، اور یکے بعد دیگرے بھارتی فوج کے چار ہنٹر طیاروں کو مشین گن کے فائر سے بھسم کر ڈالا، تاریخ بتاتی ہے کہ یہ ساری کارروائی بہت ہی مختصر وقت میں کی گئی، لکھنے والے لکھتے ہیں کہ یہ کارروائی صرف ساٹھ سیکنڈ میں ہوئی، ان میں چار طیاروں کو صرف تیس سیکنڈ میں تباہ و برباد کر دیا تھا، فضائی جنگوں کی تاریخ میں ان کا یہ کارنامہ سنہرے حروف میں لکھا گیا، اسی جرات، بہادری اور بسالت پر انہیں ستارہ جرات سے نوازا گیا، ایم ایم عالم ایک سچا اور کھرا مسلمان تھا، وہ کلکتہ میں پیدا ہوا تھا، پاکستان کے دفاع میں ان کا یہ کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔

جانباز فوج کے تاریخی کارنامے

۹ ستمبر کو پاکستان کی جانباز افواج نے لاہور کے محاذ پر بھارتی جنگی جنون کو خاک میں ملا ڈالا تھا، بھارت کی جنگی قوت کو مفلوج کر ڈالا تھا، واہگہ کی سرحد پر پاک فوج نے بہادری اور جانفشانی کی تاریخ رقم کر دی تھی، اس جرات مندانہ دفاع نے بھارتی مسلح افواج کو سرحد سے پار دھکیل ڈالا تھا، یوں بھارتی افواج کا تعاقب کیا کہ بھارتی افواج آگے آگے تھیں اور پاکستان کی بہادر افواج اس کے پیچھے پیچھے کافی دور تک بھارتی علاقے میں جا پہنچی تھی۔

۱۰ ستمبر کو پاکستان کی قابل فخر مسلح افواج نے بھارتی افواج کو دندان شکن جواب دے کر جنگ کا پانسہ پلٹ ڈالا تھا، واہگہ اور قصور کے بارڈرز سے اندر آنے والی بھارتی افواج کو پیچھے دھکیل دیا گیا تھا، مشرقی پنجاب میں دشمن کی کئی چوکیوں پر تباہی کے مناظر دیکھنے کے قابل تھے۔

۱۱ ستمبر کو کھیم کرن کے محاذ پر پاکستان نے قبضہ کر لیا تھا، کھیم کرن کے راستے سے ہی بھارتی افواج نے ۶ ستمبر کو پیش قدمی کرتے ہوئے ڈھائی میل تک کے پاکستانی علاقے کو اپنے ناپاک قدموں تلے روند ڈالا تھا، چار دن کی مسلسل جانفشانی اور تگ و تاز کے بعد پاک

فوج نے اس محاذ سے دشمن کو پسپاہ ہونے پر مجبور کر دیا تھااور کھیم کرن کو اپنے کنٹرول میں کر لیا تھا۔

یہی وہ محاذ تھا جس پر ۱۲ ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارت کی چوتھی سکھ رجمنٹ کے ایک لیفٹیننٹ کرنل، سات دوسرے افسران اور ساڑھے تین سو جنگجو سپاہیوں نے پاکستانی فوج کے قدموں میں ہتھیار ڈال دیے اور ہاتھ کھڑے کر دیے تھے۔

۱۲ ستمبر کو سیالکوٹ کے محاذ پر علاقائی تاریخ کی سب سے بڑی جنگ لڑی گئی تھی، بھارت نے پچاس ہزار پیدل فوج، بکتر بند ڈویژن اور چھ سو ٹینکوں کی مدد سے خوفناک ترین حملہ کر دیا تھا، اس حملے کو شیر دل پاکستانی افواج کے شیر دل جوانوں نے پسپاہ کر دیا تھا، پاکستان کے ٹینک شکن دستوں نے بھارتی افواج کی صفوں کو چیر پھاڑ دیا تھا، صف شکن شیر دل مجاہدوں نے ٹینکوں کو تباہ وبرباد کرتے ہوئے بھارتی سورماؤں کو چھٹی کا دودھ یاد کرا دیا تھا۔ اس سے پہلے ۹ ستمبر کو بھی چونڈہ کے محاذ پر صف شکن مجاہدوں نے بھارتی سورماؤں کے دانت کھٹے کیے تھے۔

دوستو! میں کہاں تک بیان کروں، سترہ دنوں تک صف شکن مجاہدین بھارتی دشمن کے خلاف بر سرپیکار رہے، پاکستان کا بچہ بچہ بہادر افواج کی پشت پر کھڑا تھا، اسی لیے یہ جنگ پاکستان نے جیت لی تھی، اس لیے کہ سب متحد تھے، سب ایک تھے، اب بھی جب ہم ایک محاذ پر کھڑے ہو جائیں تو نا قابل تسخیر ہیں، لیکن جب ہم بکھر جائیں گے، ہم ایک دوسرے کے نقاد بن جائیں گے، ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے تو نفرتیں پھیلیں گیں، فوج ہماری دفاعی لائن ہے، اس کی پشت پر ہم کھڑے ہیں، اس کے ساتھ ہماری یکجہتی ہے، ہم اپنی افواج کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتے، علماء، طلباء، عامۃ الناس سبھی لوگ تو مل کر اس ملک کو محفوظ بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی اور ناصر ہو۔

(بیان۔ دارالعلوم طیبہ جلو موڑ لاہور، ۶ ستمبر ۲۰۱۸)

مولانا مَحمُودُالرَّشِید عباسی حَدَوٹی

کی چند شاہکار تصانیف

(۱) اسلامی نظام حیات
(۲) اسلام کا معاشی نظام
(۳) اسلامی عبادات
(۴) اسلامی عقائد
(۵) تقابل ادیان
(۶) اسلام اور مسیحیت
(۷) اسلام اور یہودیت
(۸) اسلام اور ہندومت
(۹) کلام ربانی کی کرنیں
(۱۰) سفید سمندر کے ساحل تک
(۱۱) تپتے صحرا (سفرنامہ ٹمبکٹو)
(۱۲) کاروان حرمین (سفرنامہ)
(۱۳) سلگتے ریگزار (سفرنامہ نیجر)
(۱۴) دریائے نیل کے ساحل تک
(۱۵) جزیروں کے دیس میں (سفرنامہ)
(۱۶) تاریخ عزیمت
(۱۷) فضائل مصطفےٰ ﷺ
(۱۸) کلام نبوی کی کرنیں
(۱۹) معارف الفرقان (جلد اول)
(۲۱) شاتم رسول ﷺ کی شرعی سزا
(۲۱) خطبات دعوت
(۲۲) آخری دس سورتوں کی تفسیر
(۲۳) عبرت ناک زلزلہ
(۲۴) اسلام اور عورت
(۲۵) اسلام میں عورت کا مقام
(۲۶) اسلام اور نوجوان
(۲۷) دعوت و تبلیغ
(۲۸) مطالعہ اسلام
(۲۹) اہل سنت والجماعت
(۳۰) دیوار چمن سے زنداں تک
(۳۱) گستاخ دین صحافی
(۳۲) الدرر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ
(۳۳) حدیقۃ الحضارہ فی العربیۃ المختارہ
(۳۴) مصباح الصرف
(۳۵) مصباح النحو
(۳۶) رشوت ستانی
(۳۷) بت شکن
(۳۸) بسنت کا تہوار
(۳۹) موت کا سوداگر
(۴۰) ایمان کے ڈاکو

(۴۱)بحر ظلمات کے ساحل تک
(۴۲)اسلام اور پیغمبر اسلام
(۴۳)غازی عبد الرشید شہیدؒ
(۴۴)فضائل مسجد
(۴۵)بے غبار تحریریں (کالم)
(۴۶)مسلمان کون ہوتا ہے؟
(۴۷)امیر عزیمت کی داستان حیات
(۴۸)مولانا ایثار القاسمی شہید
(۴۹)درد دل (کالموں کا مجموعہ)
(۵۰)روزہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)
(۵۱)زکوٰۃ، صدقات، خیرات
(۵۲)حج (قرآن وسنت کی روشنی میں)
(۵۳) حج کے بعد زندگی کیسے؟
(۵۴)عورت کی حکمرانی
(۵۵)دعائے انبیاء
(۵۶)مناجات نبوی (نبوی دعائیں)
(۵۷)مطالعہ مذاہب
(۵۸)صلاۃ وسلام علی سید الانام
(۵۹) قرآن اور حاملین قرآن
(۶۰)مطالعہ قرآن (اول)
(۶۱)مطالعہ قرآن (دوم)
(۶۲)مطالعہ قرآن (سوم)
(۶۳)مطالعہ قران (پنجم)
(۶۴)مطالعہ قرآن (ششم)
(۶۵)مطالعہ قرآن (ہفتم)
(۶۶)مطالعہ قرآن (ہشتم)
(۶۷)مطالعہ قرآن (نہم)
(۶۸)حضرت سیدنا صدیق اکبر
(۶۹)حضرت سید عمر فاروق
(۷۰)حضرت سیدنا عثمان غنی
(۷۱)حضرت سیدنا علی المرتضیٰ
(۷۲)حضرت سیدنا حسین
(۷۳)حضرت سیدنا امیر معاویہ
(۷۴)نغمہ زنداں (جیل کی تقریریں)
(۷۵)معارف الحدیث (مجلدات)
(۷۶)نماز کتاب
(۷۷)فیضان حقانی (تبصرے)
(۷۸) مجلس ذکر
(۷۹)شان امت محمدی
(۸۰) نقوش (اداریے)
(۸۱) رمضان المبارک
(۸۲)قربانی
(۸۳)معراج النبی ﷺ
(۸۴)چہار شنبہ کی شرعی حیثیت

(۸۵)زاد محمود فی فضائل درود

(۸٦)علماء کرام کا مقام

(۸۷)بیت المقدس

(۸۸)ختم نبوت

(۸۹)زادالصالحین

(۹۰)عربی زبان

(۹۱)ارمغان مقیم

(۹۲)سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۹۳)تزکیہ نفس

(۹۴)جہیز کی شرعی حیثیت

(۹۵)ذوق خطابت

(۹٦)مضامین فی سورۃ یاسین

(۹۷)ختم بخاری شریف

(۹۸)غیرت مسلم

(۹۹)فکر آخرت

(۱۰۰)مضامین بخاری

(۱۰۱)پیغام توحید

(۱۰۲)یوم دفاع پاکستان